رجسٹرڈ ایل ۲۸۸

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

چودھویں کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی صِبْحٍ یکمرہ وقت مبعۃ و ما تر دو من اٰیۃ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ای جہاں منتظر خوش باش کہ آن دین گستان
آں مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

قیمت سالانہ ع/ ۲

نمبر ۴۰ | بابت ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست — بادہ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آں نہ از خود از ہماں جائی بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدائی قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبر ہائی معاد — ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آنچہ از حضرت احدیت آمدست — منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیاء و سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکاری کند از اشقیاست
یکقدم دوری ازاں روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب بیعت دہراتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ۭ

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں ؎

دس شرائط بیعت

اوّل یہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ دسمبر ۱۹۰۳ء تک کئی اشتہار نکل چکے ہیں۔ جنکی ... سالہا سال کی یادگار ہیں ...

ملفوظات وحالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء

آج کا دن وہ مبارک دن تھا۔ جس دن حضور مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قدم میمنت لزوم سے قادیان کی زمین کو عزت بخشی تھی۔ آپ کی تشریف لے جانے سے جو غیر معمولی بے رونقی قادیاں میں ہمیں گئی تھی۔ اور در و دیوار سے جو حسرت ٹپک رہی تھی۔ گویا اس پر تھا کہ ایک نئی آب و تاب اور ترو تازگی آنے والی تھی۔ اور اسی لئے اگر ہم قادیاں کی در و دیوار کے حسب حال ذیل کے شعر لکھہ دیں۔ تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ جن کو زبان حال سے پڑھ پڑھ کر ہر گلی و کوچہ تسلی پا رہا تھا۔

پھر بہار آتی ہے تجھہ میں اے گلستان غم نہ کہا
وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کہا
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر
پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کہا

ہمارے دوست اور سابق بالخیر۔۔۔ خادم قوم شیخ تراب صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے۔ کہ وہ ایسے موقعہ پر خیر مقدم یا مبارکباد کے غیر معمولی پرچے قادیان میں شایع کیا کرتے ہیں۔ اور دراصل بات یہ ہے کہ یہ انہی کا حصہ ہو چکا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ ایسے مواقع پر جو کچہ وہ لکھتے ہیں۔ اُس سے بڑھ کر یا اسقدر لکھنا میرے جیسے ترتیب کے محتاج کا تو کام بھی نہیں اس لئے مناسب جانا ہے۔ کہ انہی کے خیر مقدم کو یہاں درج کر دوں

خیر مقدم

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد ٭ زمانہ را خبر از برگ و باخود بکنم

آج کیا ہے؟ جو دار الامان قادیان کی سرزمین میں غیر معمولی رونق پائی جاتی ہے [illegible] چہک رہی [illegible] خصوصیت کے ساتھ [illegible] ہر متنفس [illegible] ایک [illegible] رنگ کی مسرت و شادمانی ٹپکتی ہے۔ آخر اس کا کوئی باعث بھی ہے

چہک [illegible] جنبش ہوئی اسی پہ تو ہمین
بہار جہول رہی ہے خوشی کے جہولوں ہمین

سُنو! سُنو!! طائران قدس کہہ رہے ہیں۔ کہ

عالیجناب حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ برکاتہم۔

پورے دو مہینے کی مفارقت کے بعد سرزمین دار الامان قادیان کو اپنے قدم میمنت لزوم سے معزز و مفتخر فرماتے ہیں۔ اہلاً! وسہلاً!! ومرحباً!!! سرزمین قادیان کے لئے آج نہایت فخر کا موقع ہے۔ اور وہ اپنی [illegible] قسمت۔ خوبی طالع اور سعادت بخت پر جسقدر ناز کرے بجا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالےٰ کا فرستادہ نبیوں کا موعود اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب امت محمدیہ علیہ التحیہ کا **خاتم الخلفاء** آج اسی رنگ میں پھر وارد ہوا ہے جس طرح ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کا حقیقی مصداق اور موعود آج سے تیرا[13] صدیاں پیشتر بیابان مکہ کا مہجور قرار پا چکنے کے بعد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ تو **ام القریٰ** میں داخل ہوا تھا۔ اور یہ سعادت اور فخر جو دار الامان قادیان اللہ تعالےٰ کے موعود کے قدوم میمنت لزوم سے ملا ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست۔
تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

اے سرزمین قادیان! شادماں ہو۔ کہ تجھہ میں تازہ بہار آئی ہاں یاد رکھہ خدا کا فضل اور اسکی امان تجھہ میں نازل ہوئی ہے۔ اے باشندگان دار الامان! سر آنکھوں سے چلو۔ اور دولت زیارت لوٹو۔ کہ تمہارے سید و مولا محبوب و مقتدا امام ہمام تو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف شریف ارزانی فرمائی ہے۔

اے آمدنت باعث آبادی ما ٭ ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اے خدا کے جری! امت محمدیہ علیہ التحیہ کے فخر! اے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے مخاطب اے ابراہیم! اے آدم! اے نوح! اے موسےٰ! اے احمد! اللہ تعالےٰ تیرا حامی و ناصر ہو (آمین) کہاں ہم خاکسار اور کہاں حضور کا نزول اجلال اور دربار! اللہ تعالےٰ کے اس فضل نامتناہی پر ہم جسقدر سجدات شکر بجا لائیں۔ وہ کم ہے۔ اگرچہ تیرا عارضی ہجر سخت صدمہ تھا۔ لیکن ایک رنگ میں داغ ہجرت کا اثر اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس لئے یہ ہجر اللہ تعالےٰ کے ایک جلیل الشان نشان کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے طمانیت بخش اور سرور افزا تھا۔ مگر آج ہمارے طالع خفتہ بیدار ہوئے ہیں۔ ہمارے چمن امید میں بہار آئی ہے۔ اس لئے ہم تر زبان حمد الٰہی ہوتے ہیں۔ اور تیری واپسی پر سجدات شکر بجا لاتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تیرا حامی کار ہو۔ اور اپنے وعدوں کے موافق ہر دشمن میں تیرا ناصر ہو۔ تیرے پاک اغراض میں تجھے کامیاب کرے۔ عرصہ دراز تک تیرا فیض سایہ تو اسلام کے سر پر رہے۔

سایہ گستر باد یارب بر دل شیدا ما
خضر ما مہدی ما عیسیٰ ما مرزائے ما

اے بزرگان ملت! اے گرامی قدر گوہر ہائے خاندان رسالت! آپ کے قدوم میمنت لزوم ہمارے سر آنکھوں پر! شہنشاہ حقیقی! حضرت خلیفۃ اللہ کے زیر عطوفت آپکی عز و شان بڑھائے۔ کبھی بندگان عالی کے حضور اس عاجز کی طرف سے بھی عرض کر دیجئے۔ کہ آپ کے اللہ تعالیٰ کے معطر و ممسوح مسیح مہدی **الحکم** کا ایڈیٹر تیری نیم شبی دعاؤں کا خواستگار ہے۔ کہ اس پر اسکی اولاد پر اور تو اہل بیت پر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نازل کرے۔ اور وہ تیری پاک اغراض کی تکمیل و اشاعت کا سچا ذریعہ ثابت ہوں۔ تکی موت اور حشر تیرے قدموں پر ہو (آمین) یا آخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قومی خادم ہونے کی حیثیت سے تیری اس واپسی پر وہ مبارکباد عرض کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء مغرب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہ نشین پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ کہ میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں۔ چکر آ رہا ہے جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ تو اس وقت خیال گذرتا ہے۔ کہ سب جماعت ہو گی۔ اور میں شامل نہ ہونگا۔ اور افسوس ہوتا ہے۔ اس لئے اُفتاں خیزاں چلا آتا ہوں۔

چند اصحاب اپنی مستورات کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور انجام کار معلوم ہوا۔ کہ بس ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فرق مرض میں معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ متدین نظر نہیں آتے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ کوئی اور تکلیف نہ بڑھ جاوے۔ ان کو کہدو۔ کہ چلے آویں۔ شافی اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ دائیوں کا دستور ہوتا ہے کہ محض روپیہ بٹورنے کی خاطر وہ مرض کو بڑھاتی جاتی ہیں۔ قادیان کی آب و ہوا لاہور کی نسبت بہت عمدہ ہے۔ اس سے ان کو فائدہ ہوگا۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جو بات دل میں آوے۔ اسے مخفی رکہا جاوے۔ تو یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔ عورتوں کے بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ انکے علاج کے لئے کھلی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رؤسا میں جو اشد درجہ کا پردہ رائج ہے۔ میں اسکے خلاف ہوں۔ بعض عورتوں کو بعض وقت کھلی ہوا میں پھرانا چاہیئے۔ دیکھو حضرت عائشہ صدیقہ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ کیا پہر آجکل کے رؤسا کی عورتیں ان سے بڑھکر ہیں۔

حضرت حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ مراق کے تین علاج ہیں۔ اول چلنا پھرنا۔ دوسرے بیکار نہ رہنا کسی نہ کسی شغل میں مصروف رہنا۔ تیسرے ہینگ اور اسفطین کا استعمال نیز حصول اولاد کے لئے اللہ تعالےٰ کے فضل ہی کی ضرورت ہے۔ اور قرآن شریف اور توراۃ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ بہت ضعیفہ تھیں اور انکی کوئی اولاد نہ تھی انکی نسبت توریت میں لکھا ہے۔ کہ خدا نے کہا۔ کہ میں نے اسکے رحم کو کھولا پس خدا ہی کھولے تو کھل سکتا ہے۔ [illegible] دائیوں کی علاج کی [illegible]

حضرت اقدس کی روانگی کی اطلاع کی غرض سے یہ چند اوراق جلد شائع کر دیے گئے اور باقی نمبر عنقریب پہنچیں گے۔

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بمقام لاہور ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بوقت صبح فرمائی

تمام مسلمان جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک غرض دین ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ کوئی تھوڑا جوش رکھتا ہے۔ کوئی زیادہ۔ لیکن کچھ نہ کچھ غرض دین کی رکھتا ضرور ہے۔

یقیناً سمجھو۔ کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے۔ بڑی عمر ہو گئی ہے۔ تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور تھوڑی ہے۔ تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں۔ کیونکہ گزرنیوالے زمانے کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے۔ اسکی اصلی غرض کیا ہے؟ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے رب کو پہچانے۔ اور اسکی فرمانبرداری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے جن و انس کو اسلیے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے۔ کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد بجائے اسکے کہ اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور اپنی زندگی کی غرض اور رعایت کو مدنظر رکھیں۔ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا کا مال اور اسکی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں۔ کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا رہتا ہے۔ اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک و رفنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔ ہاں اسوقت پتہ لگتا ہے۔ جب قابض ارواح آکر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دھوکہ سے خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنیکا وقت آجاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو۔ یہ شعر اچھا کہا ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار کو
مباش ایمن از بازی روزگار

یک دفعہ ہی پیام موت آجاتا ہے۔ اور پتہ نہیں لگتا۔ انسانی ہستی بہت ہی ناپائیدار ہے۔ ہزاروں مرضیں لگی ہوئی ہیں۔ بعض ایسی ہیں۔ کہ جب دامنگیر ہو جاتی ہیں۔ تو اس جہان سے رخصت کر کے ہی رخصت ہوتی ہیں۔

جبکہ حالت ایسی نازک اور خطرناک ہے۔ تو ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے خالق اور مالک خدا سے صلح کرے۔ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے۔ اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے۔ وہ رحیم کریم۔ حلیم۔ تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے۔

لیکن

دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو۔ وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے۔ پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آجاوے۔ مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے۔ تو بخش دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے جو خدائے تعالیٰ کے خلق میں رنگے جاتے ہیں۔ جو چشم پوشی سے اسقدر کام لے۔ بلکہ عام طور پر تو یہ حالت ہے۔

خداوند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشند

پس

غور کرو کہ اسکے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے۔ لیکن اسکا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔

اسلام اور دوسرے مذاہب

یہ دین یعنی اسلام جو سچا مذہب ہے اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملا ہے اس کی سچائی کی زبردست علامت ہے۔ کہ انسانی ضمیر اور فطرت جس قسم کا خدا چاہتی ہے۔ قرآن کریم نے ویسا ہی خدا پیش کیا ہے۔ یعنی اس قسم کے صفات سے متصف اسے بیان کیا ہے۔

لیکن

چونکہ مقابلہ کے بغیر کسی کی خوبی اور عمدگی کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسیقدر مقابلہ دوسرے مذاہب سے کیا جاوے۔ اگرچہ ہمارا یہ مذہب ہے۔ اور قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کل عالم کا ایک ہی خدا ہے۔ لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ مثلاً ہندوؤں کا خدا۔ تو اس سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا جو اپنے خیالات اور عقاید کے موافق ہندوؤں نے پیش کیا ہے۔ یا عیسائی جس قسم کا تسلیم کرتے ہیں۔

نعوذ باللہ یہ کبھی بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کسی اور خدا کی مخلوق ہیں۔

غرض

جب ہم اس خدا کا مقابلہ ان خداؤں سے (جو دوسرے لوگوں نے پیش کیے ہیں۔) کرتے ہیں تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ خدا جو قرآن شریف نے یا اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہی **حقیقی خدا** ہے۔ مثلاً اسی مسئلہ عفو گناہ کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ خواہ انسان کتنے ہی گناہ کرے۔ لیکن جب سچے دل سے توبہ کر لے۔ اور آئندہ کے لیئے گناہوں سے باز آجاوے تو اللہ تعالےٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن اسکے بالکل مقابل ہندوؤں نے جس خدا کو پیش کیا ہے۔ وہ اسکے متعلق ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ ایسا خدا ہے۔ کہ وہ ایک گناہ کے بدلے کروڑوں جونوں میں ڈالتا ہے۔ اور جو کیس۔ پسّو مچھر۔ درند۔ چرند۔ یہانتک کہ پانی اور ہوا کے کیڑے یہ سب انسان ہی ہیں۔ جو اپنی سزائیں بھگتنے کے واسطے ان جونوں میں آئے ہوئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ جسقدر مخلوقات انسان کے سوا نظر آتی ہیں۔ وہ سب انسان کے گناہوں کی طفیل ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو (معاذ اللہ) ایک ان پر کوئی رحم نہیں آتا۔ اور وہ ایسا سخت دل پرمیشر ہے۔ کہ رحم کر ہی نہیں سکتا۔

جب یہ عقیدہ رکھا جائیگا۔ کہ ہر ایک گناہ کی سزا میں ضرور کئی کروڑ جونوں میں جانا پڑیگا۔ تو گناہ کی معافی اور رحم اور کرم پرمیشر میں کہاں پایا گیا؟ حالانکہ **فطرت انسانی** ایک ایسا خدا چاہتی ہے جو انسانی کمزوریوں پر رحم کرتا ہو۔ اور انسان کے **نادم اور تائب** ہونے پر اسکے قصوروں کو معاف کر دے۔ کیونکہ خود انسان میں بھی یہ **وصف** ایک حد تک پایا جاتا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہو گی کہ انسان تو توبہ اور معافی پر قصور معاف کر دے اور خدا تعالےٰ ایسا کینہ ور (معاذ اللہ) ہو۔ کہ اسے کسی طرح رحم ہی نہ آوے؟ یہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے۔ بلکہ صحیح اعتقاد وہی ہے۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کہ۔ خدا تعالےٰ بڑا ہی کریم اور رحیم ہے۔ اور وہ سچے رجوع اور

حقیقی توبہ پر گناہ بخشدیتا ہے - اس کے بالمقابل عیسائی جو کچھ پیش کرتے ہیں - وہ اور بھی عجیب ہے - وہ خدا تعالےٰ کو رحیم تو مانتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ وہ رحیم ہے - لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں - کہ رحم بلا مبادلہ نہیں کر سکتا - جبتک بیٹے کو پھانسی نہ دے لے - اُسکا رحم کچھ بھی نہیں کر سکتا - تعجب اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں - جب اس عقیدہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاتی ہے - اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے - کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی بھی دیا لیکن یہ نسخہ رحم پھر بھی خطا ہی گیا

سب سے اول تو یہ کہ یہ نسخہ اسوقت یاد آیا جب بہت سی مخلوق گناہ کی موت سے تباہ ہو چکی اور انپر کوئی رحم نہو سکا - کیونکہ پہلے کوئی بیٹا پھانسی پر نہ چڑھا - اور علاوہ بریں اگرچہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی - کہ زید کے سر میں درد ہو اور بکر اپنا سر پھوڑے ہوئے سو اور یہ سمجھا جاوے کہ اس نسخہ سے زید کو آرام ہو جاویگا - لیکن اسکو بغرض محال مان کر بھی اس نسخہ کا جو اثر ہوا ہے - وہ تو بہت ہی خطرناک ہے - جب تک یہ نسخہ استعمال نہیں ہوا تھا - اکثر لوگ نیک تھے - اور توبہ و استغفار کرتے تھے - اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلنے کی کوشش کرتے تھے - مگر جب یہ گہرا آ گیا - کہ ساری دنیا کے گناہ خدا کے بیٹے کے پھانسی پانے کے ساتھ معاف ہو گئے - تو اس سے بجائے اسکے کہ گناہ رکتے گناہ کا ایک اور سیلاب جاری ہو گیا - اور وہ بند جو اس سے پہلے خدا کے خوف اور شریعت کا لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا - جیسا کہ یورپ کے حالات سے پتہ لگتا ہے - کہ اس مسئلہ نے وہاں کیا اثر کیا ہے - اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہیئے تھا - پھر جب یہ بات ہے - اور حالت ایسی ہے - تو ہم کیونکر تسلیم کریں کہ وہ خدا جو اس رنگ میں دنیا کے سامنے کیا جاتا ہے وہ حقیقی خدا ہے -

اس قسم کی غلط تعلیمیں دنیا میں جاری ہو چکی ہیں - اور حقیقی خدا کا چہرہ چھپا ہوا تھا - جو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا - آپ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشنس اور فطرت چاہتی ہے - اور اس کا پورا پورا بیان اللہ تعالےٰ کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے -

میں اسوقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں - الگ رکھکر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہوں گا جو مسلمان ہیں - اور انہی سے خطاب کروں گا -

گناہ کی معافی

ربّ انّ قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا یاد رکھو -

قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے - ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے - جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں -

عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں - اور وہ اس کو اللہ تعالےٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے - یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں - لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں - کہ وہ خدا کا کلام ہے اور نجات کا شفابخش نسخہ ہے - اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے - ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں - جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں - پس ایسے آدمی جو اللہ تعالےٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں - اُنکی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفا اور شیرین اور خنک ہے - اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے - یہ علم اس کو یقینی ہے - لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا - تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے - اسے چاہیئے تو یہ تھا - کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھہ دیتا - اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفابخش پانی سے حظ اٹھاتا - مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے - جیسا کہ ایک بے خبر - اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے - اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے - مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے - وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیئے - مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی - ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کیساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں - بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور ایما سے اس طرف بلاوے - تو اسے کذاب اور دجال کہا جاتا ہے - اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی - !!!

مسلمانوں کو چاہیئے تھا - اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے - کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں - اور اس کی قدر کریں - اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں - اور پھر دیکھیں - کہ اللہ تعالےٰ کس طرح انکی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے - کاش! مسلمان سمجھیں اور سوچیں - کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے - اور وہ اس پر چلکر فایدہ اوٹھاویں

یقیناً یاد رکھو

کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے - تو اللہ تعالےٰ اس کو لا انتہا برکات سے حصہ دیتا ہے - ایسی برکات اُسے دیجاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے وہ بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں - ان میں سے ایک عفو گناہ بھی ہے - کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے - تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے

دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے کہ وہ اس اعتقاد ہی نہیں رکھتے - کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں - ان میں سے بعض تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو - ہم کو جونوں میں جانا پڑے گا - اور معافی نہیں ملسکتی - عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لا کر اگر گناہ ہو جاوے تو پھر صلیب مسیح کوئی فائدہ نہیں دیسکتی - کیونکہ مسیح صلیب پر دو مرتبہ نہیں چڑھے گا - تو کیا یہ بات صاف نہیں ہے - کہ ان دونوں کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے - کیونکہ صدور گناہ تو رک نہیں سکتا - اگر اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کا شکر نہ کرے - تو یہ بھی گناہ ہے - اور کوئی غفلت کرے - تو یہ بھی گناہ ہے - اور ان گناہوں پر بھی جونوں میں جانا پڑے گا + یا مسیح کو دوبارہ صلیب دیا جاوے گا - اس لئے کلی طور پر مایوس ہونا پڑے گا +

مگر

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم نہیں دی ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے - جب انسان اس کی طرف رجوع کرے - اور اپنے پچھلے گناہوں ..... کا اقرار کر کے اس سے خواستگار معافی ہو - اور آئندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے - تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کر دیتا ہے - اس لئے میں کہتا ہوں - کہ میری باتوں کو متوجہ ہو کر سنو - ایسا نہ ہو - کہ یہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں - اور تم ان سے کوئی فایدہ نہ اُوٹھاؤ - اور یہ تمہارے دل تک نہ پہنچیں - نہیں بلکہ پوری توجہ سے سنو - اور ان کو دل میں جگہ دو - اور اپنے عمل سے دکھاؤ - کہ تم ان کو سرسری طور پر نہیں سُنا - اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں - بلکہ گہرا اثر ہے ٭

٭ ٭ ٭

نوٹ - ضرورت کے لحاظ سے ہم نے گذشتہ نمبروں کا سلسلہ ملتوی کر دیا ہے - جسے ہم آہستہ آہستہ چھاپ کر کمی کو پورا کرینگے -

گناہ اور اس کے نتائج اور ان سے نجات

اس بات کو بخوبی یاد رکھو۔ کہ گناہ ایسی زہر ہے۔ جس کے کہانے سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے

اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اور اس قابل نہیں ہوتا۔ کہ یہ نعمت اس کو مل سکے۔ جس جس قدر گناہ مین مبتلا ہوتا ہے۔ اُسی اُسی قدر اللہ تعالےٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو اللہ تعالےٰ کے قرب میں اُسے ملتی تھی۔ اس سے پرے ہٹتا جاتا ہے۔ اور تاریکی میں پڑکر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہوجاتا ہے۔ یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن **شیطان** اس پر اپنا قابو پالیتا ہے۔ اور اُسے ہلاک کردیتا ہے۔

لیکن

اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے۔ اگر انسان اس سے فائدہ اُٹھائی تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے۔ اور پہر اللہ تعالےٰ کے **قرب** کو پاسکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے۔

رجوع الی اللہ یا سچی توبہ

اللہ تعالےٰ کا نام **تواب** ہے۔ وہ بھی رجوع کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان جب گناہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے بعید ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے۔ یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہوکر پہر اللہ تعالےٰ کی طرف جہکتا ہے۔ تو اس رحیم کریم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے۔ اور وہ اپنے بندو کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور رجوع کرتا ہے۔ اس لئے اس کا نام **تواب** ہے۔ پس انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنے رب کی طرف رجوع لائے۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع برحمت کرے

دُنیاوی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا مین اس پر آفتیں آتی ہین۔ یہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہین۔ مین نے پہلے بہی بیان کیا تہا۔ کہ لوگ ایک دہوکہ میں پڑجاتے ہین۔ کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئین۔ تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بہی مصیبتین آتی ہین۔ لیکن وہ نہیں جانتے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے ان کی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب مین لذت ہوتی ہے وہ قرب الٰہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہین۔ اُن سے محبت بڑہتی ہے۔ اور ان کا فوق العادت استقلال اور رضا و تسلیم اعلیٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے۔ برخلاف اس کے یہ مصیبتیں اور بلائیں وبائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہین۔ ان میں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بعد ہوتا ہے۔ اور ایک تاریکی چہا جاتی ہے۔ آخر بالکل تباہی اور بربادی ہوجاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ ایک زہر ہے۔ زہر کہاکر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہاکر یہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائے گا۔ خطرناک غلطی ہے۔ یقیناً یاد رکہو جو گناہ سے باز نہیں آتا۔ وہ آخر مریگا۔ اور ضرور مریگا

اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بہیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اسی لئے نازل فرمائی۔ کہ **دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہوکر بچ جاوے۔** قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے۔ کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پہیل جاتی ہے۔ اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بہیجدیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈرتا ہے۔ جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے۔ بچانا چاہتا ہے۔ جو سعید الفطرت ہوتے ہین۔ وہ اس کے ساتہ ہوجاتے ہین۔ اور سچی توبہ کرکے فائدہ اوٹہاتے ہین۔ لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے۔ اور اس کی باتوں کو ہنسی ٹہٹے میں اڑاکر اللہ تعالےٰ کے غضب کو بہڑکاتے ہین اور آخر تباہ ہوجاتے ہین۔

آج کل بہی زمانہ آیا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتہ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہیئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے۔ وہ کہاں ہے۔؟

ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے۔ اور اپنے نفس پر قیاس کرکے دیکہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہ اُسکے تعلقات کسقدر ہین۔ آیا وہ دنیا اور اس کی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجہتا ہے۔ یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اس کے تعلقات اپنے نفس اہل و عیال اور دوسری مخلوق کے ساتہ کس قسم کے ہیں؟ ان میں اللہ تعالےٰ کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کرین گے۔ اور خالی الذہن ہوکر غور کرین گے۔ تو صاف معلوم ہوجائیگا۔ کہ یہ وہ وقت آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتہ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکہا ہی نہیں ہے اکثر ایسے ہین۔ جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور ہستی ہی کا یقین نہیں رکہتے۔ اور جو بعض مانتے ہین کہ **خدا** ہے۔ ان کا ماننا نہ ماننا برابر ہورہا ہے۔ کیونکہ وہ تقویٰ اللہ اور خشیۃ اللہ جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اُن میں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الٰہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پہر کیونکر تسلیم کرلیا جاوے کہ یہ لوگ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے ہوئے ہین۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ۔

از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گزین

اور ماسوا اس کے یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو۔ وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہین۔ حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ جہاں ایک پیالہ پانی کا پی کر سیر ہونا ہو۔ وہاں ایک قطرہ کہاں تک مفید ہوسکتا ہے۔ اور تشنہ لبی کو بجہا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو۔ وہاں ایک چاول یا ایک رتی سے کیا ہوگا۔؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر اللہ تعالےٰ کا مطیع اور وفادار بندہ نہین بنتا۔ اور کامل نیکی نہیں کرتا۔ اس وقت تک اس کے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے۔ ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹہوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اسکے کمال تک تو پہنچاتا نہین۔ اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے۔ جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہین۔ اور جب وہ نہیں ملتے۔ تو اس سچی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کچہہ بہی نہیں۔

بہت سے لوگ اس طرح پر بہی گمراہ ہوئے ہین۔ لیکن میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف نے جو تعلیم پیش کی ہے۔ اور جس طریق پر نیکی کی راہین بتائی ہین۔ ان پر اور اس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کرسکتا ہے۔ جن کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی سچی اور کامل پیروی سے ولی اللہ یا ابدال بنتے ہین۔ بعض لوگ سمجہتے ہین۔ کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے خاص راہ ہے۔ جو قرآن شریف مین نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہین۔ یہی وہ راہ ہے۔ جس سے یہ درجے بہی حاصل ہوتے ہیں۔ ولی یا ابدال کیا کرتے ہین؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کرلیتے ہین۔ اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا نمونہ اپنے آپ کو بناتے ہین۔ اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہین۔ جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ صدقات وغیرہ وہ بہی بجا لاتے ہین لیکن ان میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے۔ کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجا لاتے ہین۔ کہ ان مین ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے۔ اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہین۔ جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہین۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے

طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے۔ اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے۔ وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور دعا کی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جس کے لئے جا بجا ہدایت کی گئی ہے۔ بلکہ اس کا شروع ہی دعا سے ہوا ہے۔ اس بات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکھنا مقصود ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس کو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اسکی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو اس طریق کو چھوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مرجاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے۔ جو زیادہ حظ اٹھانا چاہتا ہے۔ اُسے چاہیے کہ زیادہ توجہ کرے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت...... (جس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ یہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے۔) کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے۔ کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھاوے۔ وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے۔ انہیں باہم کسی قسم کا بغض وکینہ نہ رہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا۔ اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا۔ وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دیگا۔ وہ انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی۔ یعنی بنی اسرائیل جن میں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب اسکی روحانی حالت بگڑی۔ اور اس نے راہِ مستقیم کو چھوڑ دیا۔ سرکشی فسق و فجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور ان کا نام بندر اور سؤر رکھا گیا۔ یہاں تک وہ گر گئے کہ انسانیت سے ہی ان کو خارج کیا گیا۔ یہ کسقدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح یہ قوم جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ وہ قوم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس پر بڑے بڑے فضل کریگا۔ لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر اللہ تعالےٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا۔ وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے۔ کہ کامل تبدیلی کرو۔ اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھیرو۔

امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں۔ جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی؟ جن میں نبی اور رسول آتے تھے۔ لیکن کیا انکی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ اللہ تعالےٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی میں نے کہا ہے۔ کہ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا۔ اور انسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا۔ کہ اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا۔ کہ میں پیغمبر زادی ہوں۔ قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا۔ کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف سے آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے۔ کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور تکبر ایسی شے ہے۔ کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے۔ کہ میں گیلانی ہوں۔ یا فلان سید ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا۔ کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

کوئی برا عمل کرے۔ خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے۔ اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں کی۔ اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو۔ کہ یہ نیکی کے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہ ہے۔ کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں۔ اسی حال میں اللہ تعالےٰ کی تائید اور اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیموں کو اپنا دستور العمل بناویں۔ اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں۔ نہ صرف قال سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے۔ تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی ملکر ہم کو ہلاک کرنا چاہیئے۔ تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا۔

لیکن اگر ہم اللہ تعالےٰ کے نافرمان اور اس سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ تو ہماری ہلاکت کے لئے کسی کو منصوبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی مخالفت کی حاجت نہیں۔ وہ سب سے پہلے خود ہم کو ہلاک کر دیگا۔

ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے۔ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اختیار کی۔ اور اس نے گناہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو ہلاک کیا۔ حالانکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پیغمبر ان میں موجود تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ گناہ سے سخت بیزار اور متنفر ہے۔ وہ کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ ایک شخص بغاوت کرے اور اسکو سزا نہ دی جاوے۔

یہ بات بھی خوب یاد رکھو۔ کہ گنہگار اللہ تعالےٰ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا۔ تو ہرگز گناہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ حدیث میں جو آیا ہے۔ کہ چوری کرنے والا یا زانی یا بدکار اپنے فعل کیوقت مومن نہیں ہوتا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ سچا ایمان تو گناہ سے دور کرتا ہے اور شیطان سے کشتی میں وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص علانیہ بدکاری میں مبتلا ہے۔ اور دوسری خطاکاریوں سے باوجودیکہ ان کی برائی سے آگاہ ہے باز نہیں آتا۔ تو پھر بجز اس کے اور کیا کہنا پڑیگا۔ کہ وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا تو ان بدیوں سے بچتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ خدا گناہ سے سخت بیزار ہے۔ اور اُس کا نتیجہ بہت ہی برا اور تکلیف دہ ہے۔

نفس کی تین حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے بچپن کیحالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے۔ یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔

خط و کتابت و توسیع اشاعت

امدادی فنڈ۔ منشی عزیز بخش صاحب احمدی کلارک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ڈیرہ غازی خان جو کہ ابتدا سے البدر کے ہمدرد اور معاون ہیں۔ اور ہمیشہ اخلاص سے اس کی اشاعت میں ساعی رہے ہیں۔ میری عرضداشت پر چھ خریدار البدر کو دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دیوے۔

عالی جناب۔ خان صاحب محمد ابراہیم خان صاحب بن حاجی موسےٰ خان صاحب مرحوم کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔

دراخبار ایشان خوانده شده است۔ که ایشان میخواہند۔ که برائے رفع ضروریات امور متعلق طبع اخبار قیمت دو ساله یک جائی از خریدار خود ہا وصول فرمائند۔ بنده بسرو چشم تجویز ایشان را منظور دارد۔ ہرگاه خواستہ بنام بنده وی پی برائے وصول قیمت دو ساله فرستاده شود وصول فرموده باشید۔ مقصود بنده ہمین است۔ که اخبار البدر مدام خدمت جماعت احمدیہ بجا آورده در کار خویش کامیاب بوده باشد۔ پس ہر امریکه مؤید اخبار باشد۔ بنده در اقبال آنکه بجان و دل حاضر است۔

منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ نے جو کہ البدر کے قیام اور اس کی اشاعت میں اوّل المعاونین ہیں۔ میری اوّل چٹھی پر توجہ فرما کر ۶ اکتوبر تک خریدار البدر کو دیے ہیں۔ دوسرے گرامیقدر احباب اور خصوصاً حافظ غلام رسول صاحب سوداگر اور سید عبدالرحیم صاحب کنگی حیدرآباد دکن۔ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب نائب تحصیلدار کی توجہ عالی کو میں خصوصیت سے اس طرف منعطف کرتا ہوں۔

میاں محمد رمضان و محمد سلطان صاحبان سوداگران لودھراں نے بجائے پانچ کے ۶ روپیہ سالانہ قیمت اخبار مقرر کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک خریدار اور البدر کو عنایت کیا ہے۔

میرے مہربان منشی محمد حسین صاحب احمدی کلارک دفتر سرکاری وکیل لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میں بڑی خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ ماہ جنوری ۱۹۰۷ء میں سال ۱۹۰۶ء کا چندہ بھی وصول کر لیں۔ اور آپ کی ایک دو اور مفید تحریک دوسرے نمبر میں درج کرینگے۔

❊ ❊ ❊

تفسیر القرآن بالقرآن کی نسبت جو آرٹیکل البدر میں شایع ہوا تھا۔ اس کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن مصنف تفسیر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس تفسیر کی صحت اور عمدگی طبع کیواسطے نہائت کوشش کی گئی تھی اور بہت سے زائد اخراجات برداشت کئے گئے تھے۔ صرف اس لئے کہ متدین لوگ کارکن ملیں۔ مگر افسوس کہ مخالفت حضرت امام الزمان کی وجہ سے ایسے لوگ نہ ملے۔ بلکہ لوگوں نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے مضامین نکالدئے جاویں۔ تو اس کی اشاعت ہزاروں سالانہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دوسرے پہلوؤں سے یہ تفسیر نہائت عجیب اور بے نظیر ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ میں خدمت دین کے لئے ہمیشہ سخت سے سخت محنت اوٹھا رہا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے۔ کر رہا ہوں۔ الاعمال بالنیات

بہرحال میری رائے یہ ہے۔ کہ ایک غلط نامہ اس موجودہ تفسیر کا اخبار الحکم میں ضرور شایع ہونا چاہیئے۔ اور احمدی گجراتی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ اغلاط کی ایک فہرست مکمل ارسال کریں۔ تاکہ مصنف کے پاس تصحیح کے لئے ارسال کی جاوے۔ اُمید ہے۔ کہ موجودہ ایڈیشن کے نکل جانے پر دوسری ایڈیشن میں مصنف اس قسم کے نقصوں کی ضرور تلافی کر دیگا۔ قوم کو انکی خدمات کی قدر دانی ضرور کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدمت قرآن میں بڑی محنت اٹھا رہے ہیں اور ایک حد تک ایک ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی مالی حالت از حد محتاج امداد ہے اسواسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے۔ کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہے۔ وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے یکمشت عطیہ سے مدد دیں۔ حضرت کا حکم ہے۔ کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں۔ اور جو نہ دے سکیں۔ وہ اپنے لنگر کے چندہ کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں۔ بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔

یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام روانہ نہ ہوں۔ کیونکہ اس میں حضرت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہ ہوں۔ والسلام

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

قصیدہ عالیجناب منشی عبدالرزاق صاحب بخشی رمین نارس لن رفیق جناب مولوی الٰہی بخش صاحب جو کہ اُنہوں نے حضرت امام الزمان کی خدمت عالی میں پڑھکر سنایا۔

ذات بے مثل محمدؐ کا ہے جلوا ۔ ۔ ۔ احمدؑ
دیکھا اس ذات کو جس نے تجھے دیکھا احمدؑ
مثل موسیٰ کے ہے جس طرح سے پہلا احمدؐ
مثل عیسیٰ ہے اوسی طرح سے پچھلا احمدؑ
ذرہ ہے موسےٰ عمران تو محمدؐ خورشید
قطرہ ہے عیسےٰ مریم تو ہے دریا احمدؑ
دیکھ کر فتنۂ دجال جہان میں برپا
نام سے عیسےٰ مریم کے خود آیا احمد
پر نشانوں سے جو دیکھے تیری ذات اقدس
ہم تجھے کہتے ہیں مہدی و مسیحا احمدؑ
راہ گم کردہ کو دیتا ہے نشان رہ راست
خضر بن کے ترا نقش کف پا احمدؑ
جلوہ روئے محمدؐ نظر آجائے ابھی تو
رخ روشن سے اٹھا دیوے جو پردہ احمدؑ
کیوں نہ سودائی کے مانند بکیں یہ عالم
زلف شبگون کا تیرے ہو گیا سودا احمدؑ
نام اعجاز مسیحا کیا زندہ تو ۔ ۔ ۔ نے
تو نے دکھلائے نشانات ہیں کیا کیا احمدؑ
کشف والہام کی ہو جس کو ہوا بھی نہ لگی
ہاں وہ کس طرح سے ہو تیرا شناسا احمدؑ
علم ظاہر کہ ہے العلم حجاب الاکبر
اس سے کیونکر کوئی پائے تیرا پایا احمدؑ
چشم حق بین سے جو دیکھا تو ہوا یہ معلوم
مہدی و عیسےٰ واحد کا ہے نقشا احمدؑ
مہ و خورشید نے کی چرخ سے تیری تصدیق
اور شاہد ہوا اک طرفہ ستارا احمدؑ
عطل جمازہ و تاریکی شمش و طاعون
ہیں نشانات تیری واسطے کیا کیا احمدؑ
ٹھیک کیا سمجھے کوئی رمز معی فی قبری
احمد پاک ہی جانے ترا رتبا ۔ ۔ احمدؑ
ان نشانوں پہ بھی جو تم کو نہ پہچان سکے
اس کو کس طرح سے کوئی کہے بینا احمدؑ
کسب نور اس سے کرے کیوں نہ مہ و خورشید فلک
رخ پُر نور محمدؐ کا ہے شیدا احمدؑ
شکر صد شکر کہ ان آنکھوں سے دیکھا تجھکو
نام سنتے تھے ترا صورت عنقا احمدؑ
گر کوئی فتنہ سے اس سایہ میں آجاو قرن ۔ ۔ ۔

اعلیٰ درجہ کا مُصفّی اور مُقوّی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر۔

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چار دن شیشی کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام خبیثی اور جلدی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں۔ چار سو چار دواؤں کا ست و جوہر فی شیشی ۸ خوراک چاروں شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ایک جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ و طاعون کھانسی و بخار پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارشت۔ داد۔ اکوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ کنٹھ مالا بواسیر۔ نواسیر۔ گنج۔ سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کے لئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے معہ کنجی و کاغذ طریق استعمال کے خریداران کو دیجاتی ہیں۔ قیمت فی بکس آٹھ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات۔

مُتعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں و میووں کے ست و جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اوّل درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و ہچکی بھوک پیدا کرنیوالا اور خون صالح بافراط پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا ادرک کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنیوالا امر د اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶؍ دو قیمت ۲ شیشی ۱۲؍ و تین شیشی ۲؎ و ۴ شیشی ۲؍ ۶ شیشی ۸؎ پیکنگ و محصولڈاک وغیرہ علاوہ قیمت فی بوتل جسمیں ۵۱۲ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے۔ پانچ روپیہ محصولڈاک و پیکنگ ۸؎۔ ہزارہا آدمیوں نے فایدہ کامل حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فایدہ اوٹھایئے۔ اِسے معمولی نمک نہ سمجھئے۔ یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فایدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہونا۔ کمی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ پیچش اسہال درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیہ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی سوجات پتلی ہوکر بہنا سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت و داد و سفید داغ اور عورتوں کے اجرائے خون ماہواری و باؤ گولہ وغیرہ کو حکمی فایدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے

کےحالتین نہایت ہی مفید ہے۔ دل و دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے۔ خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجاوے۔ تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور صاف نیا خون اور گوشت عموماً بدن میں پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدے کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا۔ کیونکہ پورے ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو۔ فوراً دفع ہوکر انسان موٹا تازہ ہوجاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت۔

یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل و دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اوّل درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی بکس جسمیں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲؍۔

گنٹھیہ کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع

کیسی ہی سخت تکلیف دہ گنٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر۔ یا درد شانہ وغیرہ ہو۔ چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶؍

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

اصلی مامیرا اور ایک سَو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندھی۔ پرِوال۔ کھجلی۔ پانی کا بہنا۔ سرخی چشم۔ درد۔ کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال میں آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کے لئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵؍

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

دانت اور آنکھ انھیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے۔ اگر انمیں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس لئے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملیئے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت مرتی کی طرح چمکنے لگینگے دانتوں کے کھوکھلے پن اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور خون و بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے پھٹنے کے دفعیہ کے لئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس آٹھ آنہ ۸؍ پیکنگ و محصولڈاک ۵؍۔ علاوہ انکے آتشک و سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ تشنج قلب۔ ضیق النفس۔ برص۔ نار کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں۔ جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسے کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ جسمیں کل دواؤں کا تفصیلی حالات معہ طریق استعمال و ساز وغیرہ کے درج ہیں۔ آپ اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے۔ اور اگر کوئی ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے۔ ہمارا پتہ ہے۔ حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم مڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔

نوٹ۔ ہم کو مندرجہ بالا دواؤں کی اشاعت کے لئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں۔ خط بھیجکر طے کرلیں۔

راستی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ نکالا ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف پوسٹ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے اور کارخانہ ہذا اسکے محصول کا بھی متحمل ہو

سونے چاندی کی گولیاں

یہ جوہر باسم بامسمی اعلیٰ درجہ کے مقوی دل و دماغ معدہ و باہ

میں اور اُن پوشیدہ کا ندیوں سے جو نوجوانوں کو بے اعتدالیوں سے پیدا ہوتی ہیں لاثانی دوا ہیں۔ یہ جوہر خاصکر خلق میں اور ہر قسم کی اپنا اثر کرتی ہیں اور بالعموم بے اولاد کو با اولاد۔ اور کم دل کو دلاور اور جوان کو طرحدار اور بوڑھے کو بالکار بنانے میں اکسیر ہیں۔ قیمت ۴۰ جوہر صرف عہ

سرمہ نورانی

یہ سرمہ صرف ممیرہ کا ہی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر مشک و مروارید سے

مرکبی ادویات سے مخلوط کرکے تیار کیا ہے۔ جو امراض چشم کو فوراً دفع کرتا ہے اور جالا و پھولا و دھند۔ شب کوری۔ ناخونہ وغیرہ امراض دیرینہ کو فوراً اڑا دیتا ہے۔ بینائی کا محافظ ہی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ ہماری تعریف پر خیال کیجئے۔ آزمایئے۔ قیمت عہ فی تولہ۔

المشتہر
حکیم سرفراز حسین محمد حسین پروپرائٹر کارخانہ احمدیہ۔ بلب گڑھ ضلع دہلی